جنگ فورم

تھرکول منصوبہ

2016 میں چار ہزار میگاواٹ بجلی ملنا شروع ہوگی

مقررہ مدت میں منصوبے کی تکمیل کے لیے حکومت گردشی قرضے اور انفرا اسٹرکچر کا مسئلہ حل کرے

سندھ بورڈ آف انویسٹمنٹ کے کانفرنس روم میں ''تھرکول منصوبہ توانائی کی ضرورتیں کب پوری کرے گا؟'' کے موضوع پر منعقدہ جنگ فورم کی رپورٹ

میزبان: محمد اکرم خان

رپورٹ: فرواحسن عکاسی: اسرائیل انصاری

25 ٹریلین ڈالر مالیت کا خزانہ

پاکستان دنیا کا ساتواں گنجان آباد ملک ہے جسے آبادی کے لحاظ سے بجلی کی 20 فی صد کمی کا سامنا ہے، پاکستان کی 64 فی صد بجلی کی پیداوار تھرمل منصوبوں پر انحصار کرتی ہے، جس میں سے نصف تھرمل منصوبے درآمدی تیل سے چلتے ہیں۔ پاکستان کوئلہ کے حوالے سے 185 ارب ٹن کے کل ذخائر کے ساتھ دنیا میں چھٹے درجے پر ہے، کل ذخائر کا 90 فی صد کوئلہ سندھ میں پایا جاتا ہے۔ تھرکول پاکستان میں توانائی کے بحران کا حل اور ترقی کرتی معیشت کی ضروریات کو پورا کرنے کا واحد ذریعہ سمجھا جا رہا ہے۔ تھر کراچی سے 380 کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب مشرقی حصے میں تھر کے مقام پر کوئلے کے وسیع ذخائر 1989 میں دریافت ہوئے۔ ان کے حجم اور خاصیت کے متعلق پہلی رپورٹ 1993 میں سامنے آئی۔ ابتدائی طور پر ان ذخائر کا حجم 135 ارب ٹن لگایا گیا لیکن بعد میں مربوط مطالعہ کے بعد یہ حجم 175 ارب ٹن تک جا پہنچا۔ 12 سو مربع کلومیٹرز میں پھیلے ان ذخائر کا کوئلہ دنیا کے بہترین کوئلے میں شمار ہوتا ہے اور یہ ذخائر ایک ہی جگہ پر واقع ہیں۔ ہر مربع کلومیٹر میں 350 ملین ٹن تک لگنائیٹ کوئلہ موجود ہے۔ لگنائیٹ کے یہ ذخائر 50 ارب ٹن تیل کے مساوی ہیں۔ یہ پاکستان میں موجودہ گیس کے ذخائر سے 68 گنا زیادہ ہیں۔ تھرکول کے 536 ٹن استعمال سے سالانہ ایک لاکھ میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ تھرکول کا صرف ایک ریزرو ائر 850 ٹریلین کیوبک فیٹ گیس پر مشتمل ہے جو سعودی عرب اور ایران کے تیل کے ذخائر سے زیادہ ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تھرکول 25 ٹریلین ڈالر کے مساوی ہیں۔ یہ نہ صرف مستقبل میں 100 سال تک بجلی کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے بلکہ تیل کی درآمدی اخراجات میں 4 سو ارب ڈالر تک بچائے جاسکتے ہیں۔ صرف تھرکول کے ذخائر کا دوفی استعمال کرکے 20 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے اور آئندہ 40 برس تک ایک سیکنڈ کی بھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوسکتی۔ اس سے بجلی کے نرخ 5.67 فی یونٹ ہوں گے آئی پی پیز سے حاصل بجلی سے 9.27 روپے نرخ ہوں گے۔

ڈاکٹر عمران امین

جہانگیر وحید

زبیر موتی والا

یونس ڈاگھا

متبادل توانائی کے حصول کے لیے کوئلہ بہترین ذریعہ ہے، ٹرانسمیشن لائن ٹیاری سے رحیم یار خان بیالیس ارب روپے کی فنڈنگ ہوچکی ہے، پاکستان کی معاشی ترقی کم قیمتوں پر توانائی کے حصول سے مشروط ہے، یونس ڈاگھا

2016 تک توانائی تھرکول سے دستیاب ہوگی، سارے پروگرام شروع ہوجائیں تو چار ہزار میگاواٹ بجلی کا حصول ممکن ہوگا، صوبائی خودمختاری سے تھرکول پروجیکٹ پر مثبت اثرات مرتب ہوئے، زبیر موتی والا

تھرکول کے استعمال سے ابتداء میں مہنگی پھر مناسب قیمتوں پر بجلی کی فراہمی ہوگی، سندھ حکومت تھرکول پروجیکٹ کے لیے سنجیدہ ہے، انفرا اسٹرکچر اور سرکلر ڈیٹ کا مسئلہ حل کیے بغیر کول پر پیش رفت نہیں ہوسکتی، جہانگیر وحید

کوئلہ ماحول دشمن نہیں لیکن انڈر گراؤنڈ کول گیسی فکیشن سے ماحول محفوظ رہے گا، تھرکول سے پہلے لاکھڑا کول مائن کا استعمال ہونا چاہیے، یورپی ممالک کی نسبت چین سے روابط میں بہتری ضروری ہے، عمران امین

وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے مشترکہ مفادات کونسل کے اجلاس کے دوران مشیر خزانہ ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ کو ہدایت کی ہے کہ وہ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا میں بجلی پیدا کرنے کے منصوبے پر جلد عمل درآمد اور اس میں حائل رکاوٹوں کو دور کریں، پلاننگ ڈویژن اور اقتصادی امور ڈویژن سے مشورہ کرکے گنے کے پھوگ سے بجلی پیدا کرنے کے شوگر ملز کے ایشو اور تھرکول پراجیکٹ سے ٹرانسمیشن لائن بچھانے کے پروجیکٹ کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کرنے کا حکم دیا۔ پاکستان میں بجلی کے شدید بحران سے معیشت بری طرح متاثر ہورہی ہے، توانائی کے حصول کے لئے قومی اور بین الاقوامی نگاہیں تھرکول پر مرتکز ہیں کہ بالآخر تھرکول کب تک توانائی کی فراہمی کا آغاز کرسکے گا؟ اس سے توانائی کی کون کون سی اقسام حاصل ہوسکیں گی؟ 1995 سے تھرکول پروجیکٹ اب کن مراحل تک پہنچا ہے؟ تھرکول کے معاملے پر وفاق وصوبوں کے مابین قانون سازی کے مسائل حل ہوگئے ہیں؟ اور عوام کو بجلی کی قیمتوں میں کمی کی خوشخبری کب تک ملے گی؟ ان سوالات کی تشفی کے لئے ''تھرکول منصوبہ، توانائی کی ضرورتیں کب پوری کرے گا؟'' کی موضوع پر جنگ فورم کا انعقاد فنانس اینڈ ٹریڈ سینٹر (ایف ٹی سی) بلڈنگ، سندھ بورڈ آف انویسٹمنٹ میں کیا گیا، جس سے سیکریٹری کول اینڈ انرجی ڈیولپمنٹ محمد یونس ڈاگھا، سندھ بورڈ آف انویسٹمنٹ و ممبر تھرکول بورڈ زبیر موتی والا، تھرکول مائننگ اینڈ پاور پلانٹ ایگرو پاور جن کے پروجیکٹ ڈیولپر جہانگیر وحید اور سینٹر فار ریونیوبل انرجی ریسرچ زلاسٹ کے سربراہ ڈاکٹر عمران امین نے اظہار خیال کیا جب کہ میزبانی کے فرائض ایڈیٹر جنگ فورم محمد اکرم خان نے انجام دیئے، فورم کی مفصل رپورٹ نذر قارئین ہے۔

یونس ڈاگھا: تھرکول کو بہتر طور پر سمجھا نہیں گیا اور اس کے بارے میں غلط فہمیاں بہت ہیں، تھرکول پروجیکٹ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے ہمیں اس طرح کے فورم کی بہت ضرورت ہے تاکہ سب سمجھ سکیں کہ تھرکول قومی ذمہ داری ہے۔ دنیا میں توانائی (بجلی) کو پیدا کرنے کے لیے مختلف انرجی مکس بنائے جاتے ہیں اور وہ انرجی مکس ہی طے کرتا ہے عوام کو بجلی سستی ملے گی یا مہنگی۔ اصل میں بجلی کے معاملے میں ہمارے دو مسائل ہیں، ایک بجلی کا حصول اور دوسرا اس کی قیمتیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھرکول سے فوائد حاصل ہونے لگیں تو دو مسائل کا حل ممکن ہوگا دراصل توانائی کے ذرائع دو قسم کے ہوتے ہیں ایک رینیوبل دوسرا تھرمل، رینیوبل ہوا، پانی اور سورج جب کہ تھرمل میں تیل، گیس اور کوئلہ شامل ہے۔ رینیوبل بہت بڑا توانائی کا ذریعہ ہے مگر افسوس کے چند موسموں میں یہ ہمیں حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ساری دنیا میں یہی ہوتا ہے کہ تھرمل کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں تھرمل کے تین ذرائع موجود ہیں، ایک درآمدی تیل ہے جسے ہم مزید استعمال نہیں کرسکتے کیوں کہ اس تیل کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ایف او پی پلانٹ کم چلائے پڑتے ہیں، دوسرا ذریعہ گیس ہے جس کی کمی روز بروز بڑھ رہی ہے تو تھرمل ذرائع میں صرف ایک کوئلہ بچتا ہے۔ 1993 میں سندھ آئل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی جانب پانی کی تلاش میں تھرکول حادثاتی طور پر دریافت ہوا، مگر اس وقت پاکستان بجلی کی اضافی پیداوار کررہا تھا لہٰذا سابقہ حکومتوں نے توانائی کے حصول کے اس ذریعہ کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ 2002 میں چین سے ایک شین وان نامی گروپ آیا وہ دو سال اپنے 132 انجینئرز، ٹکنیشنز، جیالوجسٹ اور ماہرین کے ساتھ پاکستان میں رہے اور تھر میں باقاعدہ ایک گاؤں کا قیام عمل میں لایا گیا، تھرکول میں چین نے اپنی ساری مہارت لگائی، انہیں ایک بلاک دیا گیا (تھر کا ایک بلاک تھر کے ایک فی صد کے برابر ہے) اس ایک بلاک میں انہوں نے اندازہ لگایا کہ ہمارے پاس 1.5 کے وسائل موجود ہیں جس سے ہم تین ہزار میگاواٹ بجلی بنا سکتے ہیں۔ چینی کمپنی نے 2004 میں کہا کہ ہم پاکستان کو 5.6 سینٹ پر بجلی فراہمی کرسکتے ہیں تو ہمارے یہاں اعلیٰ قیادت نے اس وقت صحیح فیصلہ نہیں کیا اور 5.3 پر بجلی کی حصول پر اصرار کرتے رہے، اس طرح چین سے آیا ہوا گروپ واپس چلا گیا کیوں کہ انہوں نے تجارتی فوائد کے حصول کے لئے بلکہ دوستانہ تعلقات کی بنیاد پر یہ آفر دی، ہم نے پھر ایک جرمنی کی کمپنی سے فزیبلٹی کروائی انہوں نے رپورٹ دی کہ تھر میں جو پیدا کمرشل پروجیکٹ لگے گا اس کی بجلی کی قیمت 7.6 سینٹ سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ تب ہمیں پتا چلا کہ ہم چند پرکنٹس میں اٹکے رہے تو یہ چین کی طرف سے یہ بہت مناسب ریٹ تھا لیکن ہم بروقت بہتر فیصلہ نہ کرکے گنوا دیا، پھر ہم نے ایک بڑا وفد چین روانہ کیا اور پھر ان سے کہا کہ ہم اب چین سے 6.5 پر بھی بجلی لینے کو تیار ہیں، مگر چین حکومتی سطح پر فیصلہ کرچکا تھا کہ وہ اب تھرکول میں منصوبے پر کام نہیں کرے گا۔ اس کے بعد بھی کاوشیں ہوتی رہیں پھر 2008 میں جب میں مائنز اینڈ منرل کا سیکریٹری تھا تو حکومت کو مشورہ دیا کہ پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ بنائیں اور بڑی کمپنیوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں، اس کے لئے ہم نے مارکیٹنگ بھی کی، ایگرو بھی سینٹ اور جی ایس گروپ کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور انہیں بتایا کہ حکومت تھر کے سلسلے میں بہت سنجیدہ ہے، پھر ان کمپنیوں کی سائنو کول (چین کی کمپنی) سے بھی ملاقاتیں کروائیں اور سارا عمل عمل ہونے پر ایگرو کو اس کام کے لیے منتخب کیا گیا، ایگرو نے بہت تیزی سے کام کیا اور اب تھر میں سندھ ایگرو کول مائننگ کمپنی کے علاوہ بھی چار چین الاقوامی کمپنیاں کام کررہی ہیں، جن میں بلاک دس میں چین کی کھولی مائننگ کمپنی کام کررہی ہے، اور بکل کول مائننگ برطانیہ کام کررہی ہے، چین کی توانائی کے حوالے سے سب سے بڑی کمپنی چائنہ تھری گورجس کمپنی بھی تھر میں کام کررہی ہے۔ چائنہ تھری گورجس نے کانفرنس کے بعد چیف منسٹر سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم تھرکول میں دلچسپی رکھتے ہیں، پھر ان سے تین ہزار میگاواٹ کے پروجیکٹ کے لئے بات ہوئی اس طرح اتنے طویل عرصے کے بعد چین کی ایک بڑی کمپنی ہمارے پاس آگئی۔ ان کا کہنا ہے کہ دو پندرہ سو میگاواٹ پہلے فیز میں بنائیں گے اور پندرہ سو میگاواٹ دوسری فیز میں بنائیں گے۔ اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تھرکول اس اسٹیج پر آگیا ہے کہ جلد اس سے فوائد کا حصول ممکن ہوسکے گا اور عوام کو لوڈ شیڈنگ سے آزادی کی خوشخبری مل سکے۔

جنگ: کیا انفرا اسٹرکچر کی تکمیل کا کام وقت پر مکمل ہوجائے گا؟ اور کیا اس کام کی موجودہ صورت حال اطمینان بخش ہے؟

یونس ڈاگھا: جی ہاں یہ صورت حال اطمینان بخش ہے حکومت جو روڈ کے لئے منصوبے بنا رہی ہے اور جو کام کررہی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ حکومت پاکستان اب ٹرانسمیشن لائن پر کام کررہی ہے جس کے دو منصوبے ہیں تھر سے ٹیاری اور ٹیاری سے رحیم یار خان جس کی فنانسنگ ایشین ڈیولپمنٹ بینک کررہا ہے اور تھر سے ٹیاری جو زیادہ اہم پروجیکٹ ہے اس پر پاکستان اور چائنہ ڈیولپمنٹ بینک کے مابین گفت وشنید جاری ہے۔

جنگ: کہتے ہیں کالا باغ ڈیم کی وجہ سے تھرکول کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی تو کیا اب بھی یہ رکاوٹیں موجود ہیں؟

یونس ڈاگھا: ہم سمجھتے ہیں موجودہ حالات اور بجلی کی شدید لوڈ شیڈنگ میں تھرکول کے علاوہ کوئی امید نہیں ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں سستی بجلی پہنچے تو ہمیں تھرکول پروجیکٹ پر کام کرنا ہوگا۔

جنگ: پاکستان میں کوئلے کے ذرائع اور معیار کے متعلق کیا کہیں گے؟

عمران امین: سب سے پہلے متبادل انرجی کے بارے میں کچھ تصورات ہیں کہ ہم صرف ہوا، پانی اور سورج کو توانائی کا متبادل ذریعہ سمجھتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے کوئلہ بھی اسی میں شمار ہے اس لئے کوئلہ متبادل ذریعہ بھی ہے اور نیچرل بھی ہے، ہمیں پہلے بجلی تین سے 5 پانچ سینٹ پر مل رہا تھا اور اب ہم تقریباً بارہ سینٹ پر خریدنے کی بات کررہے ہیں تو ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ سب سے پہلے تو لاکھڑا کول مائن بنی، کیا وہ ابھی چل رہی ہے؟ چین نے لاکھڑا میں پندرہ میگاواٹ کا پلانٹ لگایا، چین نے ہم سے زمین اور قرضہ لیا اور ہمیں مل لگا کر دی پھر وہاں بہت اچھے معیار کا کوئلہ پایا جاتا ہے جس میں صرف ایک مسئلہ سلفر کا ہے، مگر افسوس کے پچھلے چند سالوں سے وہ بند پڑا ہے۔ بارہا حکومتوں نے ہم سے رابطہ کیا کہ ہم انڈر گراؤنڈ کول گیسی فکیشن کریں جس کے ذریعے ہمارا علاقہ بھی محفوظ رہے گا اور ہمیں کھودائی بھی کم کرنی پڑے گی، حکومت پاکستان کا اس پر ایک پروجیکٹ چل رہا ہے جو قابل تعریف ہے۔ مگر ہم آر ڈی ایو ای کے پاس کیوں گئے؟ ڈیلنگ (چائنہ) کے پاس کیوں نہیں گئے؟ یہ وہ لوگ جنہوں نے لاکھڑا کول مل ہمارے لیے بنا کر دی جنہوں نے سترفی صد چین تعمیر کیا اور یہی کمپنی حکومت چین کی سبسڈی بھی ہے تو ہمیں یورپ کے پاس جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی جب کہ چین پچھلے تیس سے چالیس سالوں سے ہمارے ساتھ رابطے میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھر سے پہلے لاکھڑا کا استعمال کیا جانا ضروری ہے۔

جہانگیر وحید: توانائی کے بہترین ذرائع میں پہلے ہمارے پاس گیس بھی تھی مگر اب اس کے ذرائع میں کمی آرہی ہے اب اگر ہم فرنس آئل استعمال کریں تو وہ بہت مہنگا ذریعہ ہے اور گیس بھی ہمارے نہیں ہے تو ایسے میں تھرکول بہترین ذریعہ ہے، اگر اسے استعمال کریں تو مناسب قیمتوں پر بجلی کا حصول ممکن ہوسکے گا۔ اسی لئے سندھ ایگرو کول مائننگ کمپنی بنی، جس نے 2009 میں کام کا آغاز کیا ہم مائننگ کی عمل فزیبلٹی کی اور سب چین الاقوامی ماہرین کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں تحقیق کرکے بتایا کہ اوپن پٹ مائننگ اس ایریا میں اس وقت فزیبل ہوسکتی ہے۔ پچھلے سال ہم نے پاور پلانٹ کے لئے بھی چین کی کمپنی سے کنٹریکٹ کیا وجہ یہ ہے کہ چین کی کمپنیاں کم ریٹ پر کام کرتی ہیں۔ ہم کوشش کررہے ہیں کہ کام جلد شروع ہو اور اس کی رفتار بھی تیز ہو مگر کچھ رکاوٹوں کی دوری کا ہمیں انتظار ہے، جیسے انفرا اسٹرکچر پر کام عمل ہوجائے تو ہمیں بہت آسانی ہوگی۔ اس معاملے میں حکومت سندھ بہت کوششیں کررہی ہے مگر وفاق کی طرف زیادہ بہتر ردعمل سامنے نہیں آرہا ہے۔ ٹرانسمیشن لائن اور پانی کے حوالے سے ہونے والے کام بھی سست روی کا شکار ہیں۔ دراصل ہمیں لینڈر کے پاس جانے کے لئے سب سے زیادہ ضرورت انفرا اسٹرکچر کی ہے لہٰذا ان دو پروجیکٹس کی وجہ سے مجھے کچھ دیر ہوتی نظر آرہی ہے۔ ایک رکاوٹ پاور مارکیٹ کی بھی ہے کہ اگر ہم کسی لینڈر کے پاس جائیں تو وہ کہتا ہے کہ جو پیسے آپ ہم سے لیں گے اس کو واپس کرنے کے لئے آپ بجلی بنائیں گے، بنائیں گے تو اس وقت کوئی سولین کی انویسٹمنٹ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب تک اس طرح کے بڑے مسائل حل نہیں ہوں گے تو معاملہ کیسے آگے بڑھے گا اس کے برعکس ہم ایک ایسا پروجیکٹ بھی کررہے ہیں جس کی لاگت تین سے ساڑھے تین بلین ہے یہ اتنا بڑا پروجیکٹ ہے کہ پاکستان میں اس سے قبل کبھی اتنی بڑی پرائیویٹ انویسٹ نہیں ہوئی۔

جنگ: کوئلہ ماحول دشمن تصور کیا جاتا ہے؟ اس بارے میں کیا کہیں گے۔

کوئلے کی اقسام

لیگنائٹ کول کی تمام خصوصیات تھر میں پائے جانے والے کول کے مشابہہ ہے، جس میں calorific کم اور stripping کی شرح زیادہ ہوتی ہے یہ جرمنی، پولینڈ، بھارت اور دیگر ممالک سے زیادہ منافع دہ ہے،

سب سے موٹی کوئلے کی تہہ تھرکول سیم کہلاتی ہے جو چھ بلاک پر مشتمل ہے، یہ 115 اور 223 میٹر گہرائی میں پائی جاتی ہیں، اس کی زیادہ سے زیادہ موٹائی 36 میٹر ہے، ان مختلف بلاکوں میں 7.2 سے 36 میٹر تک موٹی کوئلے کی تہیں ملتی ہیں، یہ چھ بلاک 488.1 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہیں، جس میں 12772 ارب ٹن کوئلہ کا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ بلاک نمبر ایک، 122 مربع کلومیٹر پر مشتمل 137 میٹر گہرا بلاک ہے جس میں 3566 ارب ٹن کوئلے کا ذخیرہ ہے۔ بلاک نمبر دو، 55 مربع کلومیٹر پر مشتمل 117 میٹر گہرا بلاک ہے جس میں 1584 ارب ٹن کوئلے کا ذخیرہ ہے۔ بلاک نمبر تین، 99.5 مربع کلومیٹر پر مشتمل 114 میٹر گہرا بلاک ہے جس میں 2005 ارب ٹن کوئلے کا ذخیرہ ہے۔ بلاک نمبر چار، 82 مربع کلومیٹر پر مشتمل 117 میٹر گہرا بلاک ہے جس میں 2471 ارب ٹن کوئلے کا ذخیرہ ہے۔ بلاک نمبر پانچ، 63.3 مربع کلومیٹر پر مشتمل 117 میٹر گہرا بلاک ہے جس میں 1394 ارب ٹن کوئلے کا ذخیرہ ہے اور بلاک نمبر چھ، 66 مربع کلومیٹر پر مشتمل 115 میٹر گہرا بلاک ہے جس میں 1655 ارب ٹن کوئلے کا ذخیرہ ہے۔ تھرکول کے بلاک نمبر پانچ (64 مربع کلومیٹر) سے گیس بنانے کا عمل جاری ہے۔ 4 . 1 ارب ٹن کا یہ بلاک آئندہ 30 سے 35 برس تک توانائی کو پورا کرسکتا ہے۔ صرف 1.2 ارب ڈالر سرمایہ کاری کرکے 2015 تک 22 سو ایم ایم کیوبک فیٹ حاصل کی جاسکتی ہے۔ پائلٹ پراجیکٹ کے پہلے فیز میں اگلے سال تک 100 میگاواٹ کے لئے گیس پیدا کی جائے گی۔ تھر کول سے پیدا ہونے والی بجلی پر 16 ڈالر فی میگاواٹ کے اخراجات آئیں گے جب کہ دیگر ذرائع سے 69 سے 77 ڈالر فی میگاواٹ کے اخراجات آتے ہیں۔ پاکستان میں روزانہ کیوبک فیٹ جب کہ گیس کی طلب 55 ایم ایم فراہمی 4 ہزار ایم ایم کیوبک فیٹ ہے روان برس 15 سو mmcft ہے جو 2015 تک 22 سو mmcft تک ہوجائے گی۔ اس وقت تھرکول کے بلاک نمبر پانچ میں ایک گیس فیکٹر نے گیس پیدا کرنا شروع کردی ہے جب کہ 17 زیر تعمیر ہیں اور تقریباً 50 گیسیفائر مزید قائم کیے جائیں گے۔ ایک گیسیفائر پر لاگت 1.2 ارب روپے ہے جب کہ کل 84 یونٹ لگانے کے 101 ارب روپے (1.12 ارب ڈالر) کی ضرورت ہوگی۔

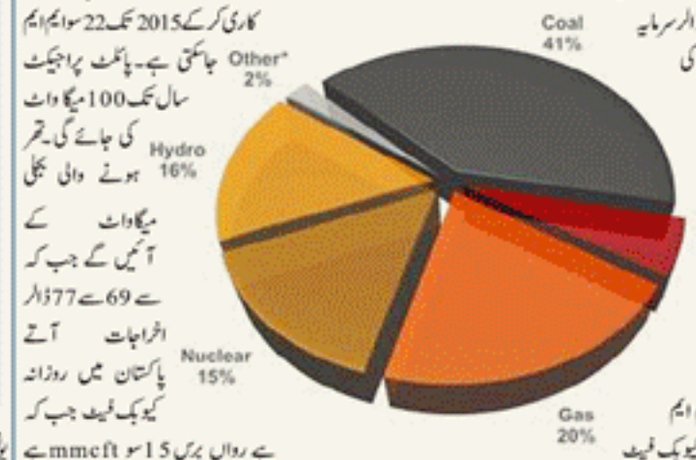

دنیا بھر میں بجلی کی پیداوار کے ذرائع

پیش رفت

چینی، جرمن اور دیگر ممالک کی کمپنیوں نے نہ صرف فیزیبلٹی اور سروے مکمل کیے بلکہ انہوں نے سو فیصد سرمایہ کاری کی پیش کش بھی کی، لیکن پٹرولیم مافیا نے اسے ناکام بنا دیا۔ 2002 میں چینی صدر نے پاکستانی ہم منصب کی درخواست پر 136 ماہرین کے ٹیم کو بھیجا۔ اس ٹیم نے دو سال کے بعد اپنی فیزیبلٹی رپورٹ تیار کی جس میں کہا گیا کہ یہ کمرشل کان کنی کے لئے موزوں ذخائر ہیں۔ واپڈ کی ٹیرف پر ہٹ دھرمی نے اس فرم کو 2005 کو یہ پراجیکٹ چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ چینی فرم کے جانے سے مقامی اور بین الاقوامی سرمایہ کاروں نے 2008 تک اس طرف کا رخ نہیں کیا۔ 2008 میں وفاقی اور سندھ حکومت نے توانائی کی پیداوار کے لئے تیزی سے تھرکول کے منصوبے پر کام کا فیصلہ کیا، اس مقصد کے لئے تھرکول اینڈ انرجی بورڈ (ٹی سی ای بی) کا قیام عمل میں لایا گیا، اس بورڈ کا مقصد بجلی کی پیداوار کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ مئی 2008 میں حکومت سندھ نے پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت سندھ ایگرو کول مائننگ کمپنی کے ساتھ جوائنٹ وینچر کیا، اس کمپنی نے چینی فرم کے نامکمل بلاک 2 سے اپنے کام کو شروع کیا۔ 22 اکتوبر 2011 میں اس پر ایک عالمی کول کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں 8 سو شرکاء نے شرکت کی۔ اس کا مقصد تھر کوئلہ کے بارے واضح حقائق اور توانائی کے معاملے میں سیکورٹی ایشوز کو سامنے لانا تھا۔

یونس ڈاگھا: عمران امین نے غلط تصورات کی بات کی ہے تو میں کہوں گا کہ چین آئے یا کوئی بھی دوسرا ملک آئے، ہم اپنے مفادات پر نظر رکھتے ہیں، ہماری کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممالک اس کام میں شامل ہوں اور مقابلے کی فضا قائم ہو تاکہ ہمیں بہتر نتائج حاصل ہوسکیں، یہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چین دوسرے ممالک کے مقابلے میں واقعی سستا ہے۔ بین الاقوامی مارکیٹ میں کوئلے کو ماحول دشمن تصور کیا جاتا ہے لیکن ہم امریکی سوچ کے مطابق نہیں چل سکتے ہیں۔ امریکا نے پچھلے سو سالوں میں کاربن کے زیادہ استعمال سے اوزون کی تہہ کو خراب کردیا ہے مگر ہم نے ماحول کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جب کہ ہمارا کاربن نہ ہونے کے برابر ہے۔ اہم معاملہ یہ ہے کہ ہمیں اس وقت توانائی کی ضرورت ہے تو ہمیں کوئلے پر کام کرنا چاہئے۔

جنگ: بارہ سو میگاواٹ کی فکاسنگ اور سرکلر ڈیٹ کا مسئلہ کب اور کیسے حل ہوگا؟

یونس ڈاگھا: انفرا اسٹرکچر کا ایک بہت بڑا منصوبہ کراچی سے رحیم یار خان کا ہے جس پر تقریباً 60 ارب روپے کی لاگت آئے گی اور چالیس فی صد سے زیادہ فنانسنگ حکومت سندھ نے کردی ہے تو انفرا اسٹرکچر کا معاملہ حل ہوتا نظر آرہا ہے دوسرا کام ٹرانسمیشن لائن کا ہے تو جب تک مائننگ کے کام کا باقاعدہ آغاز ہوگا تب تک وہ بھی حل ہوجائے گا۔ پانی کا جہاں تک سوال ہے تو ایل بی او ڈی کا اضافی پانی جو سمندر میں چلا جاتا ہے تو اس کا پانی ہم استعمال کریں گے اور سرکلر ڈیٹ پر بھی حکومت کام کررہی ہے۔

جنگ: کوئلہ بہت کارآمد متبادل ہے تو اس سے ہم بجلی کے علاوہ کیا کیا بنا سکتے ہیں؟

عمران امین: کوئلے کے بارے میں تصور ہے کہ یہ ماحول کے لئے خطرہ ہے مگر یہ بہت غلط تاثر ہے، نئی تحقیق ہورہی ہے، اس تحقیق کے مطابق اگر ہم کول کو بغیر آکسیجن کے جلائیں تو اس سے ایک سن گیس بنتی ہے جس میں کاربن مونو آکسائیڈ اور ہائیڈروجن شامل ہوتی ہے جسے ہم بہترین متبادل کے طور پر گاڑیوں میں چلا سکتے ہیں مگر اس سلسلے میں زیادہ کام نہیں ہورہا ہے اگر ہم کاربن مونو آکسائیڈ اور ہائیڈروجن کو مائع حالت میں لے آئیں تو ہمیں بہت فائدہ ہوگا۔

ثمینہ کاظمی: بے نظیر بھٹو کے دور میں جو پہلی کانفرنس ہوئی تھی اس دن سے آج تک ہم کتنے قدم آگے بڑھے ہیں؟

زبیر موتی والا: اگر وہ پانچ ہزار میگاواٹ کا منصوبہ شروع ہوجاتا تو آج پاکستان کی یہ صورت حال نہ ہوتی جو آج ہے اور ہم بہت بہتر مقام پر ہوتے اب جو کام ہورہا ہے یہ 2002ء کے بعد یا پچھلے ڈھائی سال سے شروع ہوا ہے۔ اب بڑی تبدیلی یہ آئی ہے کہ 1989ء میں جو کام نہیں ہوئے وہ اس لیے کہ یہ وفاق کا معاملہ تھا موجودہ حکومت نے اسے صوبے کا معاملہ بنا دیا اور اس کے لیے تھرکول انرجی بورڈ بنا دیا جس کے چیئرمین ہر صوبے کے وزراء اعلیٰ ہیں، اس بورڈ میں فنانس منسٹر وفاق کا ہے اور سیکریٹری تھرکول کے تمام معاملات کو لے کر چلتا ہے۔ اس دور سے آج کے دور میں بڑا فرق یہ ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ 2015-2016 تک انرجی تھرکول سے عوام تک پہنچ سکے گی اور اگر تمام کمپنیاں بغیر رکاوٹ کے با آسانی کام کرسکیں تو تقریباً چار ہزار میگاواٹ بجلی کا حصول ممکن ہوگا۔

آصف علی جنرز: ڈاکٹر ثمر مبارک بجلی بننے کی الگ الگ تاریخیں دیتے ہیں اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

زبیر موتی والا: میری ذاتی رائے یہی ہے ساری دنیا میں کہیں بھی انڈر گراؤنڈ کول گیس فکیشن کمرشل نہیں ہوتی ہے یہ پائلٹ پروجیکٹ ہے، تو میں ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرسکتا ہوں۔

جہانگیر وحید: میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تھوڑی سی مشکلات ہیں اگر حل ہوجائیں تو 2016 تک بجلی حاصل ہوسکے گی۔

اقبال محسن: اضافی اخراجات کے حوالے سے کیا پالیسی اپنائی جائے گی؟

جہانگیر وحید: ہم نے اضافی اخراجات کا حساب لگایا ہے اس جگہ کول پر اضافی اخراجات کا تناسب 6.6 ہے، ہم 4 بلین ٹن ہر سال ریکوور کریں گے اور اس طرح چار سال میں 126 بلین ٹن ریکوور ہوگا۔

عمران امین: 2016ء میں بجلی تو ملنا شروع ہوجائے گی مگر تھرکول پروجیکٹ میں مخصوص کمپنیاں ہیں تو اس طرح اجارہ داری قائم نہیں ہوجائے گی؟

زبیر موتی والا: ہم نے کسی ایک کمپنی کی بات نہیں کی ہے، ایگرو حکومت سندھ کی شراکت دار ہے، اس کے علاوہ بھی بین الاقوامی اور قومی کمپنیاں تھرکول پر کام کررہی ہیں تو اجارہ داری کا سوال نہیں اٹھتا ہے۔

رفیق احمد: آپ 2016ء تک بجلی کے حصول کا کہہ رہے ہیں، کیا یہ واقعی ممکن ہے کہ ہمیں لوڈ شیڈنگ سے جلد نجات مل جائے؟

جہانگیر وحید: جی ہاں! اگلے دو ماہ میں جب معاشی صورتحال بہتری کی طرف جائے گی تو مسائل کا حل بھی ممکن ہوگا، آج انفرا اسٹرکچر کی صورت حال میں بہتر بہتری نظر آرہی ہے تو مختلف کمپنیاں وہاں سرمایہ کاری کرنے کو تیار بھی ہیں اور جب سرمایہ کاری ہوگی تو بہتری خود بخود آئے گی۔

فرید احمد خان: چالیس بلین کی انویسٹمنٹ سے تھر کے مقامی باشندوں کو کیا فائدہ ہوگا؟ کہیں سوئی والی صورت حال کا دوبارہ سامنا تو نہیں کہ وہاں کے عوام ترستے رہیں گے؟

یونس ڈاگھا: ہم چاہتے ہیں کہ اپنی سماجی ذمہ داری کو پورا کریں اور اس سلسلے میں حکومت کام بھی کررہی ہے، مائننگ لسٹ دینے سے پہلے مقامی باشندوں کو روزگار دیا جائے گا۔ ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ وہاں کے افراد کا ذریعہ معاش چھینا جائے اور وہاں کے لوگوں کو محروم کرکے ہمارے گھروں میں بجلی چلے تو ہماری یہ کوشش ہے کہ وہاں کے لوگوں کو روزگار فراہم کیا جائے گا۔

جاوید اقبال: ڈاکٹر ثمر مبارک کے پروجیکٹ کے لیے اکثر بیان آتا ہے کہ انہیں معاشی مسائل کا سامنا ہے اور کیا تھرکول پروجیکٹ پر کوئی بیرونی دباؤ بھی ہے؟

زبیر موتی والا: یہ ڈاکٹر ثمر مبارک اور وفاق کا معاملہ ہے اور تھرکول پر کوئی قومی اور بین الاقوامی بیرونی دباؤ نہیں ہے۔

الجیلنز محمد یونس: تھرکول بلاک پانچ اور چھ کے نمونے ہمیں حاصل نہیں ہورہے ہیں تو کیا کوئی ایسا پلیٹ فارم ہے جس سے ہمیں نمونے حاصل ہوسکیں؟

یونس ڈاگھا: ہم نے تھرکول میں لائبریری بنائی ہے جس کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ تھرکول پر کام کرنے کے خواہش مند افراد کو نمونے وغیرہ حاصل ہوسکیں تو وہاں تک با آسانی رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

زبیر موتی والا: ہمیں تھرکول پروجیکٹ کے لیے ایک آواز ہوکر بات کرنی چاہیے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی نشوونما، توانائی کی